حکمت عملی

بے شک میں نے ۱۹۴۰ میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے لیے ایک طریق کار پیش کیا تھا، مگر کیا یہ کوئی عقل مندی ہوتی کہ ۴۷ تک پہنچتے پہنچتے حالات میں جو عظیم تغیر رونما ہوگیا تھا اس کا ہم کوئی نوٹس نہ لیتے اور بدلے ہوئے حالات کو سمجھ کر اپنے ابتدائی طریقِ کار میں کوئی ردّوبدل نہ کرتے؟ بیشک میں نے اس طریقِ کار کو انبیاء کا طریقہ کہا تھا، اور آج بھی کہتا ہوں، مگر کسی صاحبِ عقل آدمی سے میں یہ توقع نہیں رکھتا کہ وہ ایک طریقِ کار کے بنیادی اصولوں اور حالات پر ان کے عملی انطباق کی مختلف اشکال کے درمیان فرق نہ کرے گا۔ اس طریقِ کار کے بنیادی اصول ہم نے کبھی نہیں بدلے، نہ انہیں بدلنے کے ہم قائل ہیں۔ لیکن جو شخص حالات اور مواقع اور ذرائع کی تبدیلی کے ساتھ ان اصولوں پر عمل درآمد کی شکلیں نہ بدل سکے اس کی مثال میرے نزدیک اس عطائی طبیب کی سی ہے جو کسی حکیم کی بیاض کا ایک نسخہ لے کر بیٹھ جائے اور آنکھیں بند کر کے تمام مریضوں پر اسے جوں کا توں استعمال کرتا چلا جائے۔ (آئندہ لائحہ عمل ص ۱۱۵-۱۱۷)

(بندۂ خدا)

(اشتہار)